سلطان صلاح الدین ایوبیؒ

صلاح الدین ایوبی ۵۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ایوبی اس لیے کہتے تھے کہ ان کے والد کا نام نجم الدین ایوب تھا۔ یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان کا کوئی تعلق مشہور صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے تھا۔ یہ نسلاً کرد تھے اور یہ قوم اب بھی عراق، شام، ترکی اور ایران میں پائی جاتی ہے۔

صلاح الدین ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۶ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ دمشق آئے اور ان کی نشوونما اور تعلیم و تربیت سلطان نورالدین زنگی کے زیرِ سایہ ہوئی۔ سلطان نورالدین زنگی کی بہادری، شجاعت اور عبادت گزاری کا اثر صلاح الدین پر پڑے بغیر نہ رہا۔ نورالدین کے فیضِ صحبت و تربیت سے صلاح الدین میں وہ کمال پیدا ہوا کہ مصر کی فتح اور صلیبیوں کے مقابلہ میں میدان میں آنے سے پہلے کوئی اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہ کرد نوجوان بیت المقدس کا فاتح اور عالمِ اسلام کا محافظ ہوگا۔ اس کی قسمت میں وُہ سعادت لکھی جائے گی جو بڑے بڑے شرفاء و صلحاء کے لیے قابلِ رشک ہے اور تاریخ میں یہ ایک ایسا شاندار کارنامہ انجام دے گا جو اپنی مثال آپ ہے۔

> سلطان صلاح الدین ایوبی نے نوے سال بعد عیسائیوں سے بیت المقدس آزاد کرایا اور اب ستائیس سال سے بیت المقدس کسی صلاح الدین ایوبی کے انتظار میں ہے کہ مجھے دوبارہ یہودیوں سے آزاد کرائے!

مصر وشام کی حکومت کا پروانہ:

جب اللہ رب العزت کسی سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں تو اس کے لیے سامان بھی مہیا فرما دیتے ہیں۔ سلطان صلاح الدین کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان مہیا کیا کہ ۵۷۱ھ میں خلیفہ مستکفی باللہ نے صلاح الدین ایوبی کو پروانۂ حکومتِ مصر و شام مرحمت فرمایا۔ قاضی ابنِ شداد نے لکھا ہے کہ یہ کام صلاح الدین کی مرضی کے خلاف ہوا:

"سلطان نے مجھ سے خود بیان کیا کہ میں بڑی ناگواری اور مجبوری سے مصر آیا۔ میرا مصر آنا بالکل میری مرضی سے نہیں ہوا۔ میرا معاملہ بالکل وہی ہے جس کو قرآنِ مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ"

(النوادر السلطانیہ ص ۱۳۱)

مصر پہنچ کر سلطان صلاح الدین ایوبی نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ان کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب آگیا۔ قاضی ابنِ شداد کی روایت کے مطابق شکر گزاری کا جذبہ ان کے دل میں پیدا ہوا۔ عیش و عشرت سے منہ موڑ لیا اور ایک سنجیدہ و جفاکش زندگی اختیار کی، پھر اس میں دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ لین پول بھی لکھتا ہے کہ:

"سلطان نے مصر پہنچتے ہی اپنی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا کیا۔ عیش و عشرت کو ترک کیا اور اپنی زندگی کو صحیح شریعتِ اسلامیہ کے مطابق ڈھالا۔ اور اپنی زندگی کا یہ مقصد قرار دیا کہ جب تک زندہ ہوں، اسلام کی نصرت و حمایت میں اپنی زندگی بسر کروں گا۔ اور اس کے ساتھ یہ عہد بھی کیا کہ کفار سے جہاد کروں گا۔"

(سلطان صلاح الدین ص ۸۶)

فتوحات:

مصر کی حکومت ہاتھ آتے ہی سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے جذبۂ جہاد کے تحت فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ سلطان کو جہاد سے عشق تھا۔ اس کی بڑی عبادت، بڑی لذتِ عیش اور روح کی غذا جہاد تھی۔

سب سے پہلے سلطان نے شام پر چڑھائی کی اور شام کے علاقے حلب؛ موصل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد حطین کا معرکہ پیش آیا۔ حطین کی فتح سے شام کی عیسائیوں کی قوت ختم ہو گئی اور فلسطین کی مسیحی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ حطین کی جنگ ۲۴؍ ربیع الآخر ۵۸۳ھ کو پیش آئی۔ اسی جنگ میں عیسائی حکمران ریجی نالڈ قتل ہوا۔

دینی حمیت:
حطین کی جنگ سے پہلے سلطان صلاح الدین کو ریجی نالڈ کے بارے یہ اطلاعات ملی تھیں کہ اس کے ارادے ناپاک ہیں اور اس نے حرمین شریفین پر بھی حملہ کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس نے ایک حرکت یہ بھی کی تھی کہ حاجیوں کے ایک قافلہ پر حملہ کر دیا تھا، اور جب حاجیوں نے اس سے انسانیت و شرافت کی درخواست کی تو اس نے گستاخانہ کہا کہ "اپنے محمدؐ سے کہو، تمہیں رہائی دلائیں!" یہ فقرہ صلاح الدین کو پہنچا اور اس نے یہ منت مانی کہ یہ بے ادب اس کے ہاتھ آئے گا تو اپنے ہاتھ سے اسے قتل کرے گا۔

چنانچہ ریجی نالڈ کو گرفتار کیا گیا اور سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان نے ریجی نالڈ سے کہا:

"سن! میں نے تجھے قتل کرنے کی قسم دو مرتبہ کھائی تھی، ایک مرتبہ اس وقت جب تو نے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں پر حملہ کرنا چاہا تھا اور دوسری مرتبہ اس وقت جبکہ تو نے دھوکے اور دغا بازی سے حاجیوں کے قافلہ پر حملہ کیا تھا۔ دیکھ، اب میں توہین اور بے ادبی کا انتقام لیتا ہوں"۔ (مزید کہا کہ) "میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لیتا ہوں"

اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے تلوار نکالی اور جیسا کہ عہد کیا تھا، ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ جو کچھ رمق باقی تھی، اسے پہرہ داروں نے آ کر ختم کیا۔

(سلطان صلاح الدین، لین پول ص ۱۸۸)

حطین کی فتح کے بعد: اختتامِ جنگ پر تمام معزز قیدی سلطان کی خدمت

میں پیش کیے گئے۔ یروشلم کے بادشاہ گائی کو پہلو میں جگہ دی اور باقی افراد مرتبہ کے لحاظ سے بٹھائے گئے۔ سلطان نے ان تمام قیدیوں سے اچھا برتاؤ کیا۔ اس کے بعد طبریہ کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا۔ پھر عسقلان پر فوج کشی کی اور اسے فتح کرنے کے بعد اس کی جامع مسجد، جسے عیسائیوں نے گرجا بنا لیا تھا، پھر سے مسجد بنا کر اس میں جمعہ کی نماز پڑھی (تاریخ ابنِ اثیر ج ۱۲ ص ۲۰۷)

بیت المقدس کی فتح: عسقلان کی فتح کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی بیت المقدس کی فتح پر متوجہ ہوا۔ سلطان کو اس کی بہت آرزو تھی۔ قاضی ابنِ شداد لکھتے ہیں کہ:

"سلطان کو بیت المقدس کی ایسی فکر تھی اور اس کے دل پر ایسا بار تھا کہ پہاڑ اس کے متحمل نہیں تھے۔" (النوادر السلطانیہ ص ۲۱۳)

فلسطین کے وہ شہر، جن پر سلطان کا قبضہ ہو گیا تھا، ان کے تمام عیسائی بیت المقدس میں جمع ہو گئے تھے۔ بیت المقدس میں ان کی تعداد ۶۰ ہزار سے متجاوز ہو چکی تھی۔ (تاریخ ابنِ اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۲)

سلطان صلاح الدین کے فلسطین پر حملہ کرنے کی خبر سن کر مصر و شام کے تمام علمائے کرام بیت المقدس کی فتح میں شرکت کے لیے سلطان کے لشکر میں جمع ہو گئے۔ ۱۵ رجب ۵۸۳ھ کو سلطان کی فوجیں بیت المقدس میں داخل ہوئیں۔ سلطان نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا کہ میں یہاں خونریزی پسند نہیں کرتا۔ یہ مقدس شہر ہے، اسے پر امن طور پر میرے حوالے کر دو اور معقول معاوضہ لے لو۔ مگر وہ تیار نہ ہوئے تو مجبورًا سلطان کو تلوار استعمال کرنا پڑی۔ ایک ہفتہ لڑائی جاری رہی آخر عیسائی فدیہ دینے پر مجبور ہوئے اور یہ طے ہوا کہ ہر عیسائی مرد دس دینار، ہر عیسائی عورت پانچ دینار اور ہر عیسائی بچہ دو دینار ادا کریں گے۔ چالیس دن کے اندر جن کا فدیہ ادا نہ ہوگا، وہ غلام شمار کیے جائیں گے۔ عیسائیوں نے جب ۴۹۲ھ میں بیت المقدس فتح کیا تھا اس وقت ستر ہزار مسلمان مسجدِ اقصیٰ میں شہید ہوئے تھے جن میں ہزارہا علمائے کرام بھی تھے ــــ مگر مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا۔

۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو سلطان صلاح الدین ایوبی بیت المقدس میں داخل ہوئے اور پورے نوّے سال بعد یہ قبلۂ اول، جس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج

کی سب انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کرائی تھی، اسلام کی تولیت میں آیا۔ یہ بھی حسنِ اتفاق ہے کہ سلطان کی بیت المقدس میں داخلہ کی وہی تاریخ تھی جس تاریخ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تھی۔

قاضی ابنِ شداد اور علامہ ابنِ اثیر لکھتے ہیں:

"یہ عظیم الشان فتح تھی۔ اس موقع پر علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت جمع تھی۔ مصر و شام کے کثیر علمائے کرام اور معززین کا ایک گروہ بھی سلطان کے ساتھ تھا۔ ہر طرف دعاء و تہلیل و تکبیر کا شور بلند تھا۔ نوے سال بعد بیت المقدس میں جمعہ کی نماز ہوئی۔ عیسائیوں نے مسجدِ اقصیٰ کو بت خانہ بنا رکھا تھا۔ سلطان نے یہ سب تصویریں وہاں سے ہٹائیں۔ اسلام کی فتحمندی اور اللہ تعالیٰ کی مدد کھلی آنکھوں نظر آرہی تھی۔"

(النوادر السلطانیہ ص ۶۶، تاریخ ابنِ اثیر ج ۱۱ ص ۲۰۷)

سلطان نورالدین زنگی نے بڑے اہتمام اور بڑے صرف سے بیت المقدس کے لیے منبر بنوایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ بیت المقدس واپس دلائے گا تو یہ منبر نصب کیا جائے گا۔ سلطان صلاح الدین نے یہ منبر حلب سے منگوایا اور اس کو مسجدِ اقصیٰ میں نصب کیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۷۷)

وفات:

سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر، شام، فلسطین، جزیرہ و موصل کو زیرنگیں کرکے ۲۷ صفر ۵۸۹ھ میں ۵۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ صلیبی جنگوں میں اس نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیے۔ سلطان عالمگیر اقتدار کا مالک تھا اور ہمیشہ خلافتِ عباسیہ کے دامن سے وابستہ رہا اور اس کے حلقۂ اطاعت سے کبھی الگ نہیں ہوا۔ (تاریخ ملت ج ۲ ص ۶۱۸)

محاسنِ اخلاق:

سلطان نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ مسلک میں اہل السنۃ کے مسلک شافعی سے وابستہ تھے۔ نماز، روزہ کے پابند تھے اور تمام عمر ایک نماز بھی بے جماعت نہیں پڑھی، حتیٰ کہ حالتِ مرض میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے۔

روزہ کے بھی سخت پابند تھے۔ کچھ روزے ان کے ذمہ تھے۔ وفات سے پہلے وہ سب پورے کیے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کی ساری عمر نوبت ہی نہیں آئی، اس لیے کہ کبھی اس قدر پس انداز ہی نہ کیا جس پر زکوٰۃ فرض ہو۔ ان کی ساری دولت صدقات و خیرات میں خرچ ہوئی۔ حج کی بڑی آرزو تھی لیکن اس کا موقع نہیں مل سکا۔ وفات کے سال اس کا شوق نہایت تھا لیکن اس کی نوبت نہیں آئی۔

قرآن مجید سے بڑا شغف تھا۔ دو دو تین تین پارے قاریوں سے روزانہ سنتے تھے۔ حدیث سننے کا بھی بڑا شوق تھا اور اس کا بڑا احترام کرتے تھے۔
(النوادر السلطانیہ ص ۵)

سلطان صلاح الدین انتہائی سخی تھے، مہمان نوازی میں بھی بہت آگے تھے، علمائے کرام کا از حد احترام کرتے تھے، بڑے بردبار اور متحمل مزاج تھے۔ صبر و استقامت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ شجاعت میں ضرب المثل تھے، انہوں نے کبھی بھی دشمن کی تعداد کی پرواہ نہیں کی تھی اور نہ کبھی اس کا اثر قبول کیا۔ ان کے مقابلہ میں بعض مرتبہ پانچ پانچ لاکھ کی تعداد تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی۔

سلطان صلاح الدین کا دوسرا بڑا کارنامہ۔ فاطمی حکومت کا خاتمہ:

سلطان صلاح الدین ایوبی کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ۹۰ سال بعد بیت المقدس عیسائیوں سے آزاد کرایا۔ اور دوسرا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مصر سے فاطمی حکومت کا خاتمہ کیا، جس نے ۲۶۸ سال (از ۲۹۹ھ تا ۵۶۷ھ) حکومت کی تھی۔

فاطمی حکومت نے اپنے دور میں اسلامی دنیا کے ایک بڑے حصہ کے عقائد و اعمال اور اخلاق و تمدن پر بڑا گہرا اثر ڈالا تھا۔ یہ دورِ حکومت اعتقادی عجائبات، عجیب و غریب احکام اور مضحکہ خیز قوانین سے پُر تھا۔ اس دور میں شریعت و سنت اور عقائد و اخلاق کے ساتھ مسلسل تلاعب و تمسخر جاری رہا۔

علامہ مقدسی لکھتے ہیں کہ:

"علیدیوں (فاطمیوں) کی حکومت آغاز سے اختتام تک یہ بلا اسلام پر مسلط رہی۔ اس کی ابتداء ذوالحجہ ۲۹۹ھ سے ہوئی ہے اور اس کا خاتمہ ۵۶۷ھ پر ہوتا ہے۔ ان کے دورِ حکومت میں روافض کی کثرت اور ان کا غلبہ ہوا۔ لوگوں پر محاصل اور ٹیکس مقرر کیے گئے اور دوسروں نے اس کی اقتداء کی۔ شامی حدود پر بسنے والے کوہستانی نصیریوں دروزیوں کے عقائد انہی کے اثر سے خراب ہوئے حشیشی (بھنگ استعمال کرنے والے) انہی کی ایک قسم ہیں۔ ان کے اسماعیلیوں کے مبلغین کا جو اثر و نفوذ ان کوہستانیوں کے اندر ان کی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ہوا، وہ دوسروں میں نہیں ہوسکا۔ انہی کے دورِ حکومت میں فرنگیوں نے شام اور جزیرہ کے اکثر اسلامی شہروں پر قبضہ کرلیا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا کہ خاندانِ اتابک برسرِ اقتدار ہوا اور صلاح الدین جیسے مجاہد سامنے آئے جنھوں نے اسلامی ملک از سرِ نو بازیاب کیا اور اس حکومت سے بندگانِ خدا کو نجات دلائی۔" (کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین ج ا ص ۲۰۱)

مصر سے فاطمیوں کی حکومت ختم ہوئی اور اس کے ساتھ ساتھ مصر میں اسلام کی ذلت کا دور بھی ختم ہوا۔ عالمِ اسلام نے بالعموم اور شام و عراق نے بالخصوص اس اطلاع کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا اور عام و خاص مسلمانوں نے اس پر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سلطان صلاح الدین ایوبی کے کارناموں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس طرح صلاح الدین نے ایک طرف مجاہدینِ صلیب کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک کر عالمِ اسلام کو سیاسی غلامی اور اخلاقی و تہذیبی بدنظمی اور مغربی ترکتازیوں کی ہوس کا شکار بننے سے صدیوں تک کے لیے محفوظ کردیا، دوسری طرف علیدی (فاطمی) حکومت کا خاتمہ کرکے اس نے ایک چشمہ فساد کو بند کردیا جو مصر سے نکل کر عالمِ اسلام میں باطنیت و اسماعیلیت کے اثرات کو پھیلا رہا تھا اور دو تین صدیوں سے امت میں

ذہنی انتشار و اعتقادی و اخلاقی فساد کا ذمہ دار تھا۔ تاریخِ اسلام صلاح الدین کے ان دونوں کارناموں کو کسی طرح فراموش نہیں کر سکتی اور کسی ملک کا مسلمان اس کردِ مجاہد کے بارِ احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔" (تاریخِ دعوت و عزیمت ج ۱ ص ۲۸۶)

علمی کارنامے:

سلطان صلاح الدین نے بکثرت علمی و تمدنی اور مسلمانوں کی صلاح و فلاح کے کارنامے انجام دیے۔ تمام ممالکِ محروسہ میں مدرسے، دارالعلوم، شفاخانے اور مسافر خانے قائم کیے۔ علمائے کرام و مشائخ کے وظائف مقرر کیے۔ مسلمانوں کا کوئی دینی و قومی بلکہ کوئی کارِ خیر ایسا نہ تھا جس کی سلطان نے سرپرستی نہ کی ہو۔ سلطان نے جو دینی مدارس قائم کیے، ان میں بعض ایسے عظیم الشان تھے کہ ساری دنیائے اسلام میں ان کی شہرت تھی۔ علامہ ابنِ خلکان لکھتے ہیں:

> "سلطان صلاح الدین دین و دنیا دونوں میں سعید تھا۔ دُنیا میں کیسے کیسے کارنامے سرانجام دیے، کیسی کیسی فتوحات حاصل کیں اور کتنے بڑے بڑے اوقاف کیے۔" (تاریخ ابنِ خلکان ج ۲ ص ۴۰۲)

——— رحمہُ اللہ رحمۃً واسعۃً!

اہم تبلیغ

ہم نے اہلِ حدیث یوتھ فورس رحیم یار خان کی دینی لائبریری کے تعاون سے تین قسم کے تبلیغی پوسٹر شائع کیے ہیں۔ پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ روانہ فرما کر درج ذیل پتوں سے طلب فرمائیں:

۱۔ دینی لائبریری مرکزی مسجد مبارک اہلِ حدیث، اہلِ حدیث روڈ رحیم یار خان۔ فون ۴۹۸۶

۲۔ ضلعی دفتر اہلِ حدیث یوتھ فورس، اہلحدیث روڈ رحیم یار خان۔